

غیر مسلموں کے تہوار

اور اس میں شرکت کی ممانعت

از

فضیلۃ الشیخ **عبدالسلام سلفی** حفظہ اللہ

(امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

خطبہ جمعہ:

بتاریخ: ۲۸ر ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ، ۱ر نومبر ۲۰۲۴ء

بمقام: مسجد خالد بن عبدالرحمن ٹیمکر محلہ ممبئی

اہتمام

الطاف الرحمن ابوالکلام سلفی

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

خطبۂ حاجہ

إن الْحَمْدُ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاَللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمن سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: ١٠٢]

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء: ١]

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ٧٠، ٧١]

أما بعد! فَإِنَّ خيرَ الْحَديثَ كِتَابُ اللَّه، وخَيْرَ الْهَدْى هدْيُ مُحمّد ﷺ، وَشَرَّ الأُمُورِ مُحْدثَاتُهَا وكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ وكلُّ ضلالةٍ في النار.

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم:

﴿وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ [البقرة: ١٢٠]

غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت کی ممانعت

حاضرین جمعہ، دینی بھائیو، اسلامی ماؤں اور بہنوں!

اسلام ہی دین برحق ہے:

اللہ کا دین، یعنی دین اسلام، یہ دین برحق ہے، یہی اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور اللہ کے نزدیک یہی دین قابل قبول ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ [آل عمران:١٩]

دین اسلام کے علاوہ جتنے بھی ادیان ومذاہب اور عقائد ہیں، یہ سب اللہ کا دین نہیں ہیں۔

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [آل عمران:٨٥]

جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

حق اور باطل کی تمیز: مسلمانوں کی بنیادی ذمہ داری:

ایک مسلمان کو یہ موقف بہت اچھی طرح سمجھنا چاہیے۔ جب وہ اس موقف کو اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اللہ کا دین یہ آسمانی دین ہے، اور اس دین کی تمام تفصیلات اللہ کی طرف

سے ہیں اور اس کی مرضی کے مطابق ہیں۔

اگر دین کے حوالے سے کوئی چیز معاشرے میں موجود ہے، جو اللہ کے دین اور اس کی ہدایت کے خلاف ہو، تو وہ باطل ہے، اور ظاہر سی بات ہے کہ جتنے بھی دوسرے ادیان ومذاہب، ان کے عقائد، ان کے تہوار، ان کے نظریات اور تصورات ہیں، وہ سب باطل ہیں۔

یہ ایمان اور یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے، اس کے بغیر انسان اپنے دین پر ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔ وہ لڑھک جائے گا، ڈگمگا جائے گا، وہ متاثر ہو جائے گا، وہ دوسروں کی باتیں قبول کرلے گا، وہ ان کے ساتھ ہمدردی میں آجائے گا۔ حالانکہ کسی باطل دین کے ساتھ ہمدردی نہیں ہوسکتی۔

غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت کی ممانعت:

بلکہ دین اسلام کے خلاف جتنے بھی ادیان ہیں، ان کے تعلق سے ہمارا ایمان اور عقیدہ یہ ہے کہ یہ سب باطل ہیں، اور جب یہ باطل ہیں، تو ان کے تہوار جو ان کے عقیدے کے نمائندہ ہوتے ہیں وہ بھی باطل ہیں۔

جس طرح ہمارے ہاں عید عبادت ہے، اسی طرح اہلِ باطل کے یہاں بھی ان کے تہوار عبادت کی مانند ہیں۔ وہ اپنے مذہب کی پہچان کے ساتھ انہیں مناتے ہیں۔ یہ بات بہت واضح ہے، ہر چھوٹے بڑے مرد وعورت کی سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ

ہمارے ملک میں جتنے بھی مذاہب کے پیروکار ہیں، ان کے اپنے اپنے تہوار ہیں، ان کا اپنا الگ الگ کلچر ہے، جو ان کی مذہبی نشانیاں اور علامتیں ہیں، ان کو وہ مذہب کی حیثیت سے مناتے ہیں۔

دنیا میں مذہبی آزادی ہے، ہر مذہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہب پر چلنے کی آزادی ہے، یہ الگ بات ہے، اور ہمارا دین اسلام بھی دعوت و تبلیغ کے ساتھ کسی پر زورو زبردستی کا قائل نہیں ہے۔

لیکن ہم مسلمانوں کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ دوسری قوموں کے، دوسرے مذاہب کے عقائد اور ان کے تہوار، ان کے مذہبی شعائر ہیں اور وہ انہیں عبادت کی حیثیت سے مناتے ہیں۔ تو کسی باطل مذہب کے عبادت و عمل کو اچھا سمجھنا، انہیں مبارکباد دینا، تہنیت پیش کرنا کسی بھی طرح سے ان کے عمل میں شریک ہونا، اور ان کے تہواروں میں- دوری بنانے کے بجائے- ان کے باطل عمل اور عبادتوں میں حصہ لینا، یہ اسلام میں سخت ناپسندیدہ ہے اور حرام ہے۔

اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ“

جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے، وہ انہی میں سے ہوگا۔ [سنن أبی داود: ۴۰۳۱]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”مَنْ صَنَعَ نَيْرُوزَهُمْ وَمِهْرَجَانَهُمْ، وَتَشَبَّهَ بِهِمْ حَتَّى يَمُوتَ وَهُوَ كَذَلِكَ، وَلَمْ يَتُبْ، حُشِرَ مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“

جو شخص ان (کفار) کے نوروز اور مہرجان کے تہواروں کو منائے اور ان کی مشابہت اختیار کرے، اور اسی حالت میں بغیر توبہ کے مر جائے، تو قیامت کے دن اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا۔ [السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۸۸۶۳، وصححہ ابن تیمیۃ]

آخر یہ غیروں کی مشابہت نہیں تو کیا ہے؟

یہ دیکھیں کہ آج ہمارے ملک میں بڑی اکثریت غیر مسلموں کی ہے جنہیں ہم برادرانِ وطن بھی کہتے ہیں۔ وہ دیوالی کا تہوار منا رہے ہیں، بڑے جوش و خروش سے منا رہے ہیں۔ خیر یہ ان کا تہوار ہے، ان کا مذہبی شعار ہے، اور وہ اپنے مذہبی جذبات کے ساتھ منا رہے ہیں۔

لیکن ہمارا، مسلمانوں کا ان کے تہواروں سے کوئی تعلق نہیں ہوگا، کیونکہ یہ ان کا مذہبی عمل ہے، وہ اسے شوق اور مذہبی جذبے کے ساتھ مناتے ہیں، عبادت سمجھ کر مناتے ہیں۔

اب اگر ہمارے گھروں میں والدین، اور بڑے اپنے بچوں کو روکنے کے بجائے، اپنے آپ کو روکنے کے بجائے، اگر ہمارے گھروں میں بھی پٹاخے پھوڑے جائیں، ہمارے گھروں میں بھی دیے جلائے جائیں، روشنی کی جائے، تو کیا یہ مشابہت نہیں ہے؟ کیا یہ انہی جیسا عمل نہیں ہے؟

اگر ہمارے بچے، ہمارے گھروں میں، محلوں میں، ہماری سوسائٹیوں میں، ہماری گلی کوچوں میں اسی طرح پٹاخے اور روشنیوں اور دیے جلانے کا کام کریں جیسے وہ کرتے ہیں، تو آخر یہ مشابہت ہے کہ نہیں ہے؟ اگر یہ مشابہت نہیں ہے تو پھر کسے مشابہت کہتے ہیں؟

رواداری اور مداہنت میں فرق:

یہ یا تو دنیا کی لالچ اور حرص کی وجہ سے لوگوں کے ساتھ اپنے انداز میں رَواداری دکھانا ہے یا یہ اپنے دین سے روگردانی ہے۔ دینی لحاظ سے رَواداری یہ نہیں ہے کہ ہم بھی دوسروں کے مذہب اور ان کے طریقوں کی طرح عمل کرنے لگیں، ان کے تہواروں کو اسی جوش وخروش سے منائیں جیسے وہ مناتے ہیں۔ یہ رَواداری نہیں ہے؛ یہ تو دین کی انتہایی درجے کی مداہنت ہے، دینی اعتبار سے پستی ہے اور بے ثباتی ہے، کہ ایک مسلمان، ایک مومن غیر کے جیسا عمل کرنے لگے، اس طور پر کہ جیسے غیر اپنے تہوار مناتے ہیں اور غیر اللہ کو خوش کرنے کے لیے عمل کرتے ہیں، یہ بھی کرنے لگے۔

بلکہ اس سلسلے میں مومن کی پہچان بہت واضح ہوتی ہے، جیسا اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾[الفرقان:۷۲]

اور وہ لوگ (جو مومن ہیں) جھوٹی گواہی نہیں دیتے (یا غیروں کے تہوار میں شریک

نہیں ہوتے)اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت سے گزر جاتے ہیں۔

حق و باطل میں تمیز کا فریضہ:

دینی بھائیو! اِس تفصیل کا جاننا اور اس کی یہ وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ بہت سے مسئلوں میں ہم اپنے دین کے کنسپٹ اور تصورات کو وضاحت کے ساتھ نہیں سمجھتے۔ اور آج دنیا میں بڑی مشکل اور آزمائش کا کام یہ ہے کہ کسی باطل کو باطل کہا جائے اور اسے کھول کھول کر وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے۔

﴿قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [الأنعام:۷۱]

آپ کہہ دیجئے کہ یقینی بات ہے کہ راہ راست وہ خاص اللہ ہی کی راہ ہے اور ہم کو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پروردگار عالم کے پورے مطیع ہو جائیں۔

دنیاوی تعلقات اور مذہبی امتیاز:

اور حق و باطل میں تمیز کرنے کی یہ ذمہ داری صرف اور صرف وہی لوگ ادا کرتے ہیں جو نبی ﷺ اور سلف کے طریقے پر ہوتے ہیں۔

آپ دیکھیے کہ نبی ﷺ جب مکہ میں موجود تھے تو وہاں کفار اور مشرکین کی تعداد زیادہ تھی، اور مدینہ آئے تو یہاں یہود و نصاریٰ کی تعداد بڑی تھی۔

اس کے باوجود آپ ﷺ نے واضح کیا کہ: "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" جو

غیر مسلموں کے دین اور ان کے طریقوں کی مشابہت اختیار کرے گا، اور اسی طرح کرے جیسے وہ کرتے ہیں، تو اس کا شمار انہی میں ہوگا۔

اور غیر تو چاہتے ہی ہیں کہ جیسے ہمارے محلے پٹاخوں سے گونجتے ہیں، روشنیوں سے چمکتے ہیں، ایسے مسلم محلوں، بلڈنگوں، سوسائیٹیوں میں بھی پٹاخے داغے جائیں اور روشنیاں جلائی جائیں۔

مگر ہمارے لیے یہ مسئلہ بہت خطرناک ہے۔ ہمارا دین باطل کے ساتھ کسی بھی قسم کی تال میل اور مطابقت قبول نہیں کرتا، کیونکہ حق اور باطل میں کوئی میل اور مطابقت نہیں ہوسکتی۔ آخر حق و باطل کے اندر کوئی میل کیسے ہوسکتا ہے؟

دین میں مداہنت کی مذمت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ [البقرة:۱۲۰]

آپ سے یہود ونصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں، آپ کہہ دیجیئے کہ اللہ کی ہدایت ہی ہدایت ہے اور اگر آپ نے باوجود اپنے پاس علم آجانے کے، پھر ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو اللہ کے پاس آپ

کا نہ تو کوئی ولی ہوگا اور نہ مددگار۔

یعنی اے نبی ﷺ! آپ کہہ دو کہ اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے، اس کے بعد جو کچھ ہے وہ گمراہی ہے۔

﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾ [یونس: ۳۲] حق کے بعد اور کیا ہے؟ حق کے بعد گمراہی ہی باقی رہتی ہے۔

لہٰذا دین اسلام کے علاوہ جب سارے ادیان راہِ ہدایت سے گمراہ ہیں، شرک و بدعات اور کفر میں مبتلا ہیں، تو ان کے کفریہ اعمال اور عقائد کی تائید کیسے کی جا سکتی ہے؟ کبھی نہیں کی جا سکتی۔

اور اس میں کوئی مصلحت نہیں ہے، باوجود اس کے کہ بہت سارے لوگ مصلحت کے نام پر تعلقات برقرار رکھنے کی بات کرتے ہیں، اور مداہنت سے کام لیتے ہیں۔

ہمارے لئے غیر مسلم برادران وطن کے درمیان رہ کر تعلقات اور رابطے رکھنے کے لیے بہت سے جائز طریقے میسر ہیں، مگر کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے دین وعقیدے کو ان کے ساتھ تعلقات کی خاطر قربان کر دیں؟ ان کے دین، عقائد، رسوم اور کفریہ شعائر وعلامات کی تائید میں کھڑے ہو جائیں؟ ہم انہی کے جیسا کرنے لگیں، اور ان کے تہوار کے موقعوں پر- جو کفر اور باطل پر مبنی ہیں- انہیں مبارکباد دینا شروع کر دیں؟ یہ عمل کوئی بھی کرتا ہو، وہ ہمارے لئے دلیل نہیں ہے، خواہ وہ کسی کا بھی عمل ہو، کسی کے عمل

سے کسی چیز کے جواز کی دلیل نہیں ہوتی۔لوگوں کے عمل سے،لوگوں کے فتووں سے باطل کو حق نہیں کیا جاسکتا۔باطل کو حق نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی دلیل بنایا جاسکتا ہے۔کیونکہ دین اسلام کا یہ بنیادی اصول ہے کہ کسی بھی عمل کی بنیاد شرعی دلیل پر ہونی چاہیے، نہ کہ لوگوں کے اعمال یا فتاویٰ پر۔

غیر مسلموں کے تہوار پر مبارکبادی دینے کا حکم:

دینی بھائیو! اسے بھی دلیل نہیں بنایا جاسکتا ہے کہ جب ہمارے تہوار آتے ہیں تو برادران وطن ہمیں مبارکباد دیتے ہیں،تو ہم بھی بدلے میں ان کے تہواروں پر انہیں مبارکباد دیں تو کیا برائی ہے؟ برائی ہے، کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے تہوار برحق ہیں، اور یہ اللہ کی طرف سے دیے گئے ہیں، یہ عبادت کے دن ہیں، اللہ کا ذکر اور اس کی کبریائی و بڑائی کا اعلان کرنے،اور اس کی توحید کو بیان کرنے کے دن ہیں۔اور اسلام میں جو سال میں دو تہوار دیے گئے ہیں،ان کے علاوہ دیگر تمام تہوار باطل ہیں۔

اگر کوئی آپ کو مبارکباد دیتا ہے تو وہ حق کے دائرے میں آئے گا،اور جب ہم اور آپ مبارکباد دیں گے تو ہم باطل کو مبارکباد دے رہے ہوں گے،یہ فرق ہے۔

شرک و کفر کے ساتھ سمجھوتہ ممکن نہیں:

اور اگر آپ اس کو مزید سمجھنا چاہیں تو ایک چھوٹے سے واقعے کے حوالے سے سمجھ سکتے ہیں:

اللہ کے نبی ﷺ کے پاس ایک بڑا وفد آیا تھا مکہ میں، اور انہوں نے یہ پیشکش کی کہ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کرلیں گے، تاکہ ہمارا اور آپ کا تعلق اور آپسی رشتہ برقرار رہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں دوٹوک الفاظ میں واضح حکم دیا کہ:

﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾ یعنی "تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔"

یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ دین کے معاملات میں ہم اس طرح کا میل جول یا سمجھوتہ کریں۔

دنیاوی تعلقات کی حدود اور اسلامی شناخت کی حفاظت:

غیروں کے ساتھ دنیاداری کے سارے معاملات ہوسکتے ہیں، آپ ان کی شادیوں پر ان کے بچوں کو مبارکباد دیں، آپ ان کی دعوتوں میں چلے جائیں، وہ بیمار ہوں، اور مصلحت ہو تو ان کی عیادت کو چلے جائیں، ان کے ساتھ کاروبار کریں، ان کے ساتھ سیاست کریں، ان کی مدد کریں، ان کے اچھے برے پر آپ کھڑے رہیں، ان کی خوشیوں میں دنیاوی اعتبار سے آپ شریک رہیں، ان کے غم میں آپ ان کی غمگساری کریں، ساری چیزیں آپ کریں غیر مسلموں کے ساتھ۔

لیکن دینی بنیاد پر، ہم اور وہ الگ شناخت رکھتے ہیں، اس میں ہم ممتاز رہیں، ہم اس

میں کہیں بھی کسی قسم کی قربت اور کسی قسم کا تال میل اور تشبہ نہیں اختیار کر سکتے، مشابہت تو دور کی بات ہے، ان کی دور سے تائید بھی نہیں کر سکتے۔ اگر وہ تائید کرے گا تو آخر کس کی تائید کرے گا؟

علماء کہتے ہیں کہ باطل کی تائید بہت بڑا جرم ہے، ذرا بتائیں کہ کیا کوئی چوری کی تائید کرسکتا ہے؟ زنا کی تائید کرسکتا ہے؟ قتل کی تائید کرسکتا ہے؟ سارے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے اور ہونا چاہیے کہ شرک اور کفران گناہوں سے بھی بڑا جرم ہے، تو پھر اس کی تائید کیسے ہو سکتی ہے؟

رب العالمین کا ارشاد ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو۔ [المائدہ: ۲]

نبی ﷺ کا غیر مسلموں سے دنیاوی معاملات کا برتاؤ:

البتہ جہاں تک دنیوی مصلحت کے نام پر ان سے تعلقات برقرار رکھنے کی بات ہے، یعنی معاملات اور لین دین میں، تو نبی ﷺ اور صحابہ کرام کی سنت سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہے۔ نبی ﷺ کے زمانے میں غیر مسلموں سے لین دین ہوتا تھا، یہاں تک کہ:

”تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُونَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِينَ صَاعًا

مِنْ شَعِيرٍ" [صحیح البخاری:۲۹۲۶]

رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی ،تو اس وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے بدلے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیاوی اعتبار سے سارے تعلقات ہو سکتے ہیں ،مگر مذہبی بنیادوں پر تعلقات اور میل جول نہیں ہوسکتا۔کیونکہ مذہبی بنیاد پر ہی تو ہماری الگ پہچان ہے۔

اسلامی شناخت کی حفاظت اوراس کی اہمیت:

ایک چھوٹی سی مثال سے اس کو سمجھیں ،نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

"لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ" [صحیح مسلم:۱۱۳۴]

اگر میں اگلے سال زندہ رہا تو یوم عاشورہ کے روز نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھوں گا، تاکہ معلوم ہو کہ ہماری یہود سے ایک الگ پہچان ہے۔

اور یہ ایک مستقل موضوع ہے اور اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے کہ ہماری پہچان غیروں سے جیسے اللہ تعالیٰ نے مستقل کی ہے تو وہ اپنے امتیاز کے ساتھ مستقل رہنی چاہیے۔ ہمارے کپڑوں کی پہچان، ہماری شکل وصورت کی پہچان، ایسے ہی ہماری عبادتوں اور دین کے شعائر کی پہچان بالکل الگ تھلگ ہے اور الگ تھلگ رہنی چاہیے۔ایک مسلمان اپنی شکل سے، اپنے لباس سے پہچانا جاتا ہے کہ یہ مسلمان ہے،

اپنے معاملات سے پہچانا جاتا ہے کہ یہ مسلمان ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے معاملات ایسے ہونے چاہئیں کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ مسلمان ہے، جو اپنے چھوٹوں کے ساتھ شفقت ونرمی اور ہمدردی کرتا ہے، اور بڑوں کے ساتھ احترام وتعظیم کا معاملہ رکھتا ہے، چاہے وہ عمر، علم، تجربے، منصب، یا سیاست میں بڑے ہوں۔ اور علماء کا تو مقام سب سے بڑا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

”لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ“

جو شخص چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، بڑوں کا ادب نہ کرے، اور علماء کا حق نہ پہچانے، وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔ [المستدرک للحاکم: ۴۲۱، مسند البزار: ۲۷۱۸، مکارم الأخلاق للطبراني: ۱۴۷، شرح مشكل الآثار: ۱۳۲۸ وحسنه الألباني في صحيح الجامع: ۵۴۴۳]

یعنی ہماری امت کا جو طریقہ بتایا گیا ہے، وہ اس پر نہیں ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ:

”مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا“ [صحیح مسلم: ۱۰۱]

جو کاروبار میں دھوکہ دے یا فریب کاری کرے، وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

غیر مسلموں کے تہوار میں شرکت رب کی غضب کا باعث ہے:

عبادتوں میں تو خاص طور پر کوئی بھی تال میل کے قریب بھی جانے کی گنجائش نہیں۔

بلکہ آپ کو حیرت ہوگی، اور آپ نے سنا ہوگا کہ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غیر مسلموں کے تہواروں کے دن ان کے عبادت خانوں کے قریب جانے سے بھی منع کرتے تھے، کہتے تھے کہ:

”لَاتَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ فِي كَنَائِسِهِمْ يَوْمَ عِيدِهِمْ، فَإِنَّ السَّخْطَةَ تَنْزِلُ عَلَيْهِمْ“۔[السنن الکبریٰ للبیہقی:۱۸۸۶۱]

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

”اجْتَنِبُوا أَعْدَاءَ اللهِ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارَى فِي عِيدِهِمْ يَوْمَ جَمْعِهِم، فَإِنَّ السَّخَطَ يَنْزِلُ عَلَيْهِم، فَأَخْشَى أَنْ يُصِيبَكُمْ“۔[السنن الکبریٰ للبیہقی:۸۹۴۰]

جب ان کے تہوار کے دن ہوتے ہیں، ان کے عبادت خانوں میں میلے لگے رہتے ہیں۔ اُس وقت ان پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ خبردار! ان کے مذہبی اعمال اور تقریبات کے قریب مت جانا، بلکہ دوری بنائے رکھو، ان کے مذہبی عمل اور مذہبی ایکٹیویٹیز سے دوری بنائے رکھو۔

فکر کی بات تو یہ ہے کہ ہم اپنے دین کی حفاظت کیسے کریں؟

ہمیں تو آج یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ ہم ان اغیار کے مذہب میں کوئی روڑا بن سکتے ہیں۔ یہ تو سراسر جھوٹا سیاسی پروپیگنڈہ ہوگا، یا ہمارا کوئی پاگل بھائی، یا نادان بچہ ہوگا وہی ایسی بات کرے گا۔

ہمارے ملک میں جن کے پاس اختیار اور طاقت ہے، اتنی بڑی اکثریت ہے، اُن کو اپنے مذہب پر چلنے اور اُن کو اپنے مذہب کی بالادستی کے لیے کام کرنے میں رکاوٹ کون ہے؟

بلکہ مشکل تو ہمارے لیے ہے کہ ہم کیسے اپنے سچے اور برحق آسمانی دین پر باقی رہ پائیں گے؟ کمزور رہو کر اور تعداد میں کم ہونے کے باوجود ہم کیسے اپنا مذہب بچا پائیں گے؟

ہمیں تو اپنی شناخت اور اپنے مذہب کو بچائے رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ جو دنیا کا ہر قانون، اور ہمارے اپنے ملک کا دستور بھی ہمیں اجازت دیتا ہے، اس کو بروئے کار لا کر ہم اپنے دین کی حفاظت کریں۔

ایمان کا بنیادی تقاضا حق کی تصدیق اور باطل کا انکار ہے:

دینی بھائیو! ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے مذہب کی اُس اصل بنیاد کو بھی سمجھیں کہ ہم کسی اور مذہب کی تائید میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک لفظ بول سکیں اور دل میں ادنیٰ جگہ دے سکیں۔

کیونکہ ہمارا ایمان اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک ہم دین حق کے علاوہ دیگر تمام ادیان و مذاہب، ان کے عقائد، اور ان کے طریقے کو باطل نہ مانیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا

انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾[البقرة:۲۵۶]

اور اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ:

"مَن قالَ لا إلهَ إلَّا اللَّهُ وَكَفَرَ بما يُعْبَدُ مِن دونِ اللَّهِ حَرُمَ مالُهُ ودَمُهُ، وحِسابُهُ علَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ".

جو شخص "لا الہ الا اللہ" کہے اور اللہ کے علاوہ سب باطل معبودوں کا انکار کرے، تو اس کا مال اور خون محفوظ ہے اور اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔[صحیح مسلم:۲۳]

یعنی جو شخص "لا الہ الا اللہ" کہے، اور اس کے ساتھ تمام باطل معبودوں اور طاغوت کی عبادت کا انکار نہ کرے، اس کا ایمان معتبر نہیں ہوگا۔ حقیقی اور معتبر ایمان تب ہوگا جب وہ اللہ کی توحید کے ساتھ ساتھ تمام باطل ادیان کا انکار کرے۔ اور جب تک سارے معبودوں اور طاغوت کی عبادتوں کا انکار نہ کرے، تب تک وہ جنتی بھی نہیں ہوگا۔

یہ اس قدر نازک مسئلہ ہے، مگر افسوس کہ یہ ہمارے معاشرے کے لئے عام سی بات ہوگئی ہے۔ ہم مصلحتوں کے پیچھے کھو گئے ہیں، ہم دنیاوی تعلقات میں بڑے لوگوں، اکثریت رکھنے والوں اور طاقتور لوگوں سے تعلقات بنانے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ تعلقات اسلامی دائرہ میں رہ کر رکھیں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن دین کے لحاظ سے اگر کوئی شخص باطل کی تائید ایک لفظ بھی کرتا ہے تو وہ حرام اور کفر و شرک جیسی غلطیوں میں کہیں نہ کہیں ملوث ہو جائے گا۔

اور آخر اس کی ضرورت کیا ہے؟

موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داری:

ہمیں اپنے وطن بھارت میں یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں کہ:

''چونکہ وہ ہماری عیدوں پر ہمیں مبارکباد دیتے ہیں، تو ہم بھی ان کے تہواروں پر مبارکباد دیں''۔

کیونکہ وہ صرف ایک معبود کی نہیں، بلکہ معلوم نہیں وہ کتنے معبودوں کی پوجا کرتے ہیں، اور ان کے نزدیک ہم صحیح، تم بھی صحیح والا انداز اور نعرہ ہے، وہ جسے چاہیں پوجیں، ان کے یہاں تو سیکڑوں معبودوں کی پوجا ہوتی ہے۔

مگر ہمارے دین میں یہ بات واضح ہے کہ حق صرف ایک ہے اور وہ اللہ کا دین دین اسلام ہے، جس کی بنیاد توحید پر ہے۔ اور ہمارے ایمان کا یہ حصہ ہے کہ ۷۳ر فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور وہی فرقہ جہنم سے نجات پائے گا۔ یہ ہدایت ہمیں امت محمدیہ کے حق میں دی گئی ہے، اور جہاں تک باطل مذاہب اور ان کے طریقوں کا تعلق ہے، تو ان کے متعلق صاف صاف حکم دے دیا گیا ہے۔

آزمائشوں میں حق پر استقامت:

اپنے ملک میں ہمیں اس بارے میں کوئی الجھن نہیں ہے، بلکہ اگر کوئی آزمائش

درپیش ہوبھی تو یہ ہماری ثابت قدمی کا امتحان ہے۔

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل؟ دل ونگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

امتحان تو یہی ہے کہ آدمی کلمہ پڑھتا ہے تو کلمہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ ہر باطل مذہب، اُن کے طریقے، اُن کی عبادتوں، اُن کے تہواروں کا اور اُن کے رنگ وانداز کا انکار کرتا ہے کہ نہیں کرتا؟

کیونکہ وہ اسلام کے مقابل اور اسلام کے خلاف ہیں۔

ہم ان کے خلاف کسی قسم کی توہین نہیں کر سکتے، نہ ہی کوئی ایسا ردعمل اختیار کر سکتے ہیں، نہ ہی ان کے لیے کوئی برے الفاظ استعمال کر سکتے ہیں۔لیکن جو بات واضح ہے وہ یہ کہ وہ غلط ہیں اور ہم صحیح ہیں۔اب ہم غلط کی تائید کیسے کر سکتے ہیں؟ آپ صحیح کی تائید کریں یہ ٹھیک ہے، اگر ہم صحیح پر ہیں تو آپ کی طرف سے ملنے والی تائید کا ہم استقبال کرتے، لیکن اس کے بدلے میں یہ کہنا کہ ہم آپ کی تائید کریں؟! جب کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ غلط ہیں، یہ نہیں ہوسکتا۔ یہ کوئی دنیاداری یا سیاست بازی ہوسکتی ہے، لیکن یہ دین نہیں ہے۔

یہ دین نہیں ہے میرے بھائیو۔اسی لیے ہمیں اپنے تصورات، اور کانسپٹ کو بہت واضح رکھنے کی ضرورت ہے۔

سلف صالحین کی تعلیمات اور ہمارا راہِ عمل:

میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ دیکھئے ہمارے اپنے وطن میں ہمیں کیا سمجھنا ہے؟ اس

سلسلے میں بھی سلف صالحین کے اقوال وفرمودات میں ہر چیز کی دلیل موجود ہے۔

بعض سلف- جیسے طلحہ بن مصرّف- کہتے ہیں کہ:

”إِنِّي لَأَكْرَهُ الْخُرُوجَ يَوْمَ النَّيْرُوزِ، إِنِّي لَأَرَاهَا شُعْبَةً مِنَ الْمَجُوسِيَّةِ“۔

میں نوروز (غیر مسلم کے تہوار) کے دن گھر سے باہر نکلنے کو ناپسند کرتا ہوں، اور اسے مجوسیت کا ایک شعبہ سمجھتا ہوں۔ [حلیۃ الأولیاء: ۲۰/۵]

اور بعض سلف کا طریقہ یہ تھا جیسا کہ زیادہ بن سکن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

”كَانَ زُبَيْدُ اليَامِيُّ وَجَمَاعَةٌ إِذَا كَانَ يَوْمُ النَّيْرُوزِ وَيَوْمُ المَهْرَجَانِ اعْتَكَفُوا فِي مَسَاجِدِهِمْ ثُمَّ قَالُوا: ”إِنَّ هَؤُلَاءِ قَدِ اعْتَكَفُوا عَلَى كُفْرِهِمْ وَاعْتَكَفْنَا عَلَى إِيمَانِنَا فَاغْفِرْ لَنَا“۔

زبید الیامی اور ان کے ساتھیوں کا یہ معمول تھا کہ جب نوروز اور مہرجان (غیر مسلموں کے تہوار) کا دن آتا تو وہ اپنی مساجد میں اعتکاف کرتے اور کہتے: ”یہ لوگ اپنے کفر پر اعتکاف کیے ہوئے ہیں اور ہم اپنے ایمان پر اعتکاف کر رہے ہیں، پس اے اللہ! ہمیں بخش دے“۔ [شعب الایمان للبیہقی: ۳۶۸۳، قال المحقق: إسنادہ لا بأس بہ]

معلوم ہوا کہ ہمارے اسلاف جب غیر مسلموں کو دیکھتے کہ وہ اپنے عید کے دن اپنے معبودوں کے ساتھ میلوں اور عبادت گاہوں میں تہوار منا رہے ہیں، تو وہ مسجدوں میں جا بیٹھتے، اور اللہ تعالیٰ سے لو لگاتے، تاکہ کہیں وہ ان کے باطل عقائد، مذہب اور تہوار کے

قریب نہ ہونے پائیں۔

یہی اصل طریقہ ہے، اور یہی اصل اصول ہے۔

دینی شناخت کی حفاظت میں ہی ہماری سربلندی ہے:

ہمارے لئے اس ملک میں کیا مشکل ہے؟ اور کیا سمجھنا مشکل ہے؟ یہی کہ ہمارے اس ملک میں ایک بڑی تعداد، اور صاحبِ اقتدار آبادی غیر مسلموں کی موجود ہے، جس میں ہندو اور جین مذاہب کے پیروکار شامل ہیں، جن کی اپنے مذہب کے ساتھ گہری وابستگی ہے۔

تو کیا اس سے مرعوب ہو کر آپ ان کے مذہبی تہوار کی مٹھائی لینے سے انکار نہیں کر سکتے؟

آپ مٹھائی کا انکار نہیں کر سکتے، تو آپ یہ بھی دیکھیں کہ کیا وہ آپ کی طرف سے گوشت کا ہدیہ قبول کریں گے؟ سننا بھی گوارا نہیں کریں گے۔ اُن کو اپنے مذہب پر چلنے کا قانونی حق اور آزادی حاصل ہے۔ جبکہ آپ کی عبادت اور قربانی حق ہے، اور ان کی یہ عبادتیں اور پوجا پاٹ کے بعد مٹھائیاں بانٹنا باطل ہے۔

ہمارے ملک میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

ہمیں سوچنا چاہئے کہ جس طرح وہ ہمارے گوشت کے ہدیے کو قبول نہیں کرتے، ہم کیسے ان کی مٹھائی اور رسومات کو قبول کر سکتے ہیں؟

ان کی مذہبی رسومات کی تائید میں ہمارے گھروں میں پٹاخے اور دیے جلائیں ان کی تائید یا قربت میں، تو کیا وہ ہماری قربانیوں کی تائید میں قربانیاں کریں گے؟ یا تائید کرتے ہیں؟

اور اگر کریں بھی تو ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم ان کے ساتھ ان کے باطل کاموں میں شریک ہوں۔

اسلام کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے، بلکہ اسلام کا بنیادی تقاضا ہے کہ جو اصحاب الجحیم ہیں، جو لوگ جہنم کے راستے پر چلتے ہیں، اُن کے ساتھ کسی قسم کی مذہبی وابستگی نہ رکھی جائے۔ ہمارا ایمان ہے کہ دین اسلام کے سوا جو راستہ ہے وہ جہنم کا راستہ ہے، وہ جنت کا راستہ نہیں۔

ہمارے دین کا تقاضا ہے کہ ان کے اس مذہبی عمل میں ہم کسی بھی طرح سے شرکت، مشابہت، تال میل یا تائید نہیں کر سکتے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں، بالکل واضح ہے کہ نہ دنیوی اعتبار سے یہ مناسب ہے اور نہ سیاسی اعتبار سے۔ یہ کام صرف وہی کر سکتا ہے جو اپنے عقیدے کو صحیح طرح نہ سمجھتا ہو، یا وہ شخص جو اتنا دنیادار ہو کہ اسے اپنے دین، اپنی شناخت اور اسلامی شعائر کو حصولِ دنیا کے لیے مٹانے میں کوئی پروانہ ہو۔

رب العالمین نے مومنوں کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾[الفرقان:۷۲]

اور وہ لوگ (جو مومن ہیں) جھوٹی گواہی نہیں دیتے (یا غیروں کے تہوار میں شریک نہیں ہوتے) اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت سے گزر جاتے ہیں۔

دعائیہ کلمات:

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ رب العالمین ہمیں اپنے دین کی حفاظت اور اس پر ثابت قدمی کی توفیق عطا فرما۔ ہمارے ملک میں امن وامان کو عام فرما۔ ہماری طرف سے رواداری وہ ہو جو دین اسلام ہمیں سکھاتا ہے۔

رب العالمین! ہمیں دین کے دائرے میں رہتے ہوئے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما۔

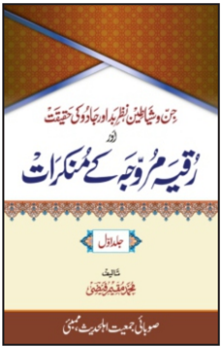
رب العالمین! ہمیں، ہمارے نوجوانوں کو، بچوں اور بچیوں کو، مردوں اور عورتوں سب کو دین سیکھنے، اس کے اصولوں کو سمجھنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما۔

رب العالمین! جب تک ہم زندہ رہیں، تیرے دین پر، تیرے نبی کی سنت پر، اور سلف کے طریقے پر زندہ رہیں، اور جب بھی ہماری موت ہو تو اسی پر ہو۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

○○○○

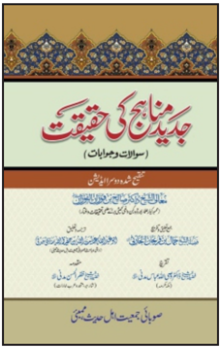
ہماری اہم مطبوعات

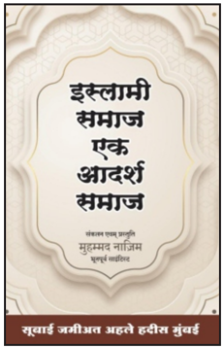


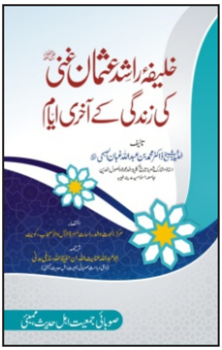




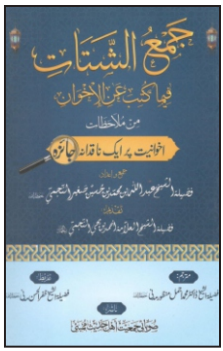












SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070
● Phone : 022-26520077 ahlehadeesmumbai@gmail.com
@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.com